اسلام اور عالمگیر مساوات

(از مولوی عبدالرحمٰن صاحب بستوی مدرسہ فیض عام مئو ضلع اعظمگڈھ)

فطرت کا تقاضا ہے کہ ہم جنس افراد میں تمدن کے اعتبار سے مساوات ہو ایک کو دوسرے پر ایک جگہ رہنے کی حیثیت سے کوئی فوقیت نہ ہو آپ آئے دن دورِ جدید کی فضا میں رہنے والوں کو اس فطرتی مساوات کی تلاش میں اخبارات کے کالموں میں دوڑتا ہوا پاتے ہیں لیکن بصد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ چند قدم ہی کے بعد ایسی ٹھوکریں کھاتے ہیں کہ انکی ساری تگ و دو ناکامی سے دوچار ہوتی ہے اور تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ آخر یہ کیا راز ہے کہ بڑے سے بڑا حکیم و فلاسفر اعلیٰ سے اعلیٰ سیاستدان اس وادی پرخار سے کبھی دامن بچا کر نہ نکلا اسکا حقیقی راز اسکے سوا کچھ نہیں کہ دماغ انسانی کی محدود واقفیت جب اپنے دائرۂ عمل سے باہر قدم رکھتی ہے تو درماندہ ہو کر خائب و خاسر ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم مطلق باری عز اسمہ نے ان قوانین کو جو ہمہ گیر ہیں انبیا اور رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہونچایا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھی اس عالمگیر مساوات کو اسی خدائی طریق کی روشنی میں ڈھونڈھیں۔ اسلام جسکا دعویٰ ہے اور صحیح دعویٰ ہے کہ وہ دینِ فطرت ہے اس نے نہ صرف اس حقیقی مساوات کو انما المومنون اخوۃ کے زریں الفاظ میں بیان کیا بلکہ اس دینِ حنیف کے پرستاروں نے اپنے کو اسکے اصول مساوات کا عملی نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جب خانماں برباد مہاجرین نے اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر دنیاوی عیش و نشاط کو خیرباد کہکر اور تمام اعزہ واقارب سے صرف خدا کیلئے رشتہ توڑ کر مدینہ طیبہ پہونچے تو انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مساوات کا وہ بہترین ثبوت دیا کہ جسکو سنکر آج دنیا انگشت بدنداں ہے۔ سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ آپ میرے اہل میرے مال اور میری ساری چیزوں میں برابر کے شریک ہیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ میری ہر چیز میں سے جس نصف کو آپ پسند فرمائیں لے لیں نہ صرف اتنا ہی بلکہ ایک زمانہ تک تو انصار و مہاجرین میں وراثت جاری رہی خلاصہ یہ کہ ایک حقیقی بھائی جسطرح اپنے بھائی کا شریک ہوتا ہے انصار نے مہاجرین کو باوجود کسی دنیاوی تعلق کے نہ ہونیکے اپنا شریک بنایا۔ میں اس کہنے میں اپنے کو بالکل متردد نہیں پاتا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے کہ جس نے اس عالم کون و فساد میں مساوات کا نہ مٹنے والا حقیقی نقش چھوڑا ہے۔ اور مجھے اس کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے ہر ہر شعبۂ حیات میں مساوات کی نورانی تصویر کھینچدی ہے۔ اصولی طور پر قرآن مجید کی آیتوں پر غور فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہ ہم نے تمام انسانوں کو عورت مرد کے ملاپ سے پیدا کیا اور ان کی جماعتیں اور قبیلے اس لئے بنا دئے کہ باہم تعارف قائم رہے۔ لیکن مذہبی اور تمدنی حیثیت سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔ اس آیت کی اصلی تصویر اگر آپ کو دیکھنی ہو تو آئینۂ نبوت میں ملاحظہ فرمائیے۔ حضور فداہ ابی و امی فرماتے ہیں دولت و حکومت، سیاہ و سپید، سرخ و زرد، ذات پات اور نسل و قوم کی وجہ سے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر نہ کسی عجمی کو عربی پر انسانیت کے لحاظ سے کوئی درجہ امتیاز حاصل ہے بلکہ سب برابر ہیں۔ ہاں خشیت الٰہی اتباع رسالت پناہی البتہ اسکے ترقی درجات آخرت کا باعث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات گرامی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں فرمایا اور

DELHI

بزبان خواجہ حالی یہ ارشاد ہوا ؎

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم ۔۔۔ کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی ۔۔۔ کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی

اسلامی مساوات کو عملی رنگ میں اسطرح پیش کیا گیا کہ خدا کے گھر کی زیارت کا حکم ہوتا ہے واذن فی الناس بالحج، گرگس شان سے ننگے پاؤں ننگے سر اور ہر قسم کی ان کیفیات سے معرا ہو کر جو انسانی شان و شوکت، جھوٹی نمائش، ظاہری امتیاز، نفس فریب حالات کی حائل ہیں آپ غور فرمائیں کہ اس مخصوص انداز میں حضوری کا منشا اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مذہب اسلام نے امیر و غریب غلام و آقا، بادشاہ و رعایا میں نسلی اور دنیاوی تفریق کا قطعی استیصال کر دیا ہے۔ خدا کے دربار کی حضوری جسطرح غریب پر ضروری ہے ویسی ہی امیر پر بھی سب ایک جگہ ایک مصلی پر ایک صف میں پاؤں میں پاؤں ملا کر کھڑے ہوتے ہیں نہ کوئی امتیازی جگہ ہے نہ امتیازی شان اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی کہ امرا کسی خاص معزز جگہ پر نماز ادا کریں اور غربا کسی فروتر اور ذلیل جگہ پر حق عبادت ادا کریں۔ ہاں یہ بھی قابل لحاظ امر ہے کہ اس حضوری اور تقرب کیلئے کوئی تکلف نہیں کوئی خاص معیار قابلیت نہیں بس اگر کوئی شرط ہے تو صفائی اور ستر پوشی کی شرط ہے جسکو غریب سے غریب بھی بآسانی پورا کر سکتا ہے۔ ناظرین اس درس مساوات کو ملاحظہ فرمائیں اور اسی کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کے طریق عبادت پر نظر ڈالیں اور پھر فیصلہ کریں کہ کیا ان کی عبادت انکا مذہب اپنے اندر کوئی مساوات کا نتیجہ بھی رکھتا ہے۔ آج ہندوستان میں آریہ حضرات اپنی مذہبی روایات کو نہایت بلند آہنگی سے پبلک سوسائٹیوں میں پیش کرتے ہیں اور مدعی ہیں کہ ہمارا مذہب سائنس و فلسفہ کا ست اور اسکی روح ہے دنیا میں مساوات کا علمبردار اگر کوئی ہے تو ہم اور ہمارا مذہب۔ لیکن غور فرمائیے کہ ان کے ہون کا جو ان کی اعلیٰ عبادت ہے کیا طریقہ ہے۔ ایک مرتبہ ہون کرنیکے لئے منوں گھی، صندل، لکڑی وغیرہ کی ضرورت ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ اس عبادت کو بجز امرا اور راجگان کے دوسرا نہیں کر سکتا۔ دوسرا جو عام طریقہ ہے وہ یہ کہ ہر شخص الگ الگ التی پالتی مار کر سینہ نکالکر متکبرانہ صورت میں عبادت کرتا ہے جس میں علاوہ اسکے کہ تذلل اور تخشع مفقود ہے جو عبادت کی روح رواں ہے مساوات اور عالمگیر اخوت کی اسمیں بو تک نہیں۔ بلکہ ان کا طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ ان کو مساوات سے سخت نفرت ہے آپ آجکل اخبارونمیں پڑھتے ہونگے کہ برہمن اور بڑی ذات کے ہندو اچھوتوں کو اپنے مندروں میں نہیں جانے دیتے بخلاف مذہب اسلام کے کہ اللہ کے گھر میں کسی کو مجاز نہیں کہ کسی مسلم کو عبادت کرنے سے روکے۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا ارشاد ہے کہ یہ بہت بڑے ظلم اور گناہ کی بات ہے کہ کوئی شخص کسی کو خدا کے گھر میں عبادت کرنے سے روکے ✦

(باقی آئندہ)

اطلاع - جن حضرات نے اپنی درخواستیں محرم کے اواخر میں بھیجی ہیں۔ ہم ان کے پاس پہلا نمبر بھیجنے سے مجبور ہیں چونکہ محرم کے تمام پرچے نصف ماہ تک بالکل ختم ہوگئے تھے بہرحال ان متاخرین حضرات کا سال اشاعت ہذا یعنی صفر سے شروع ہوگا۔ رسالہ بالکل مفت ہے جن صاحبان نے ہنوز درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد ہر کے ٹکٹ بھیجکر اپنے نام سال بھر جاری کرالیں

(عبید اللہ ٹونکی مینیجر رسالہ محدث)

جناب شیخ عطاء الرحمن صاحب پروپرائٹر و پبلشر نے جید برقی پریس بلیماران میں چھپوا کر دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے شائع کیا۔